کلکتہ میں دس دن

سعید احمد اکبرآبادی

بزم احباب کلکتہ میں ساٹھ برس پرانی ایک انجمن ہے جس کا نام بزم احباب ہے یہ ایک نہایت وسیع، باوقار، اور سنجیدہ انجمن ہے کلکتہ کے نامور ارباب سیاست، پروفیسر شاعر، ادیب، نوابین، وکیل اور ڈاکٹر اس کے ارکان اور ممبر رہے ہیں۔ چنانچہ حسن شہید سہروردی، پروفیسر محمد زبیر صدیقی، خان بہادر رضا علی وحشت، نواب زادہ عبدالحفیظ یہ سب اپنے اپنے عہد میں اس بزم کے صدر بھی رہے ہیں۔ انجمن خالص علمی، ادبی اور سماجی ہے، سیاست اور مذہب سے کوئی واسطہ نہیں، اس کا ممبر ہر شخص نہیں ہو سکتا۔ اس کیلئے خاص قواعد وضوابط ہیں، انجمن جس کی تاسیس ۱۹۲۰ء میں اس غرض سے ہوئی تھی کہ کلکتہ ایسے کاروباری شہر میں جہاں کوئی کسی کو پوچھتا نہیں۔ چند ہم مذاق احباب ہفتہ میں ایک دن چند گھنٹوں کے لئے کہیں جمع ہو کر علمی و ادبی مسائل پر باہم تبادلۂ خیال کریں، اور غم روزگار غلط کر لیا کریں تاکہ ان میں اُنس و محبت پیدا ہو، اور ایک دوسرے کے شریک شادی و غم ہوں اس مقصد کے پیش نظر انجمن کے جلسوں کی شکل یہ ہوتی ہے کہ باری باری سے کسی ایک رکن کے مکان پر اتوار کے دن عصر کے وقت سب جمع ہوتے ہیں۔ باہم مزاج پرسی اور خیریت طلبی ہوتی ہے صاحب مکان کی طرف سے چائے اور اس کے لوازم کا اہتمام ہوتا ہے اور پھر شعر و سخن کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے شعراء اپنا کلام سناتے ہیں افسانہ نویس افسانہ

سناتے اور مقالہ نگار مقالہ پڑھتے ہیں۔ انجمن کا ایک صدر ہوتا ہے ایک نائب صدر، اور ایک سکریٹری، تقسیم کے وقت انجمن میں چھپڑ پڑ گئی تھی مگر چند برسوں میں ہی پھر سنبھل گئی، میرے زمانہ میں سید امیر رضا کاظمی جو اردو کے ادیب اور شاعر شیوہ بیان ہیں اور اسوقت کلکتہ مدرسہ کے ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر بھی تھے، انجمن کے سکریٹری تھے۔ اور پروفیسر عبدالرحیم، پروفیسر بیخود، علامہ جمیل منظہری، پرویز شاہدی، سالک لکھنوی، جرم محمد آبادی، خاں بہادر مرزا جعفر علی کشفی اور ل، احمد اکبر آبادی وغیرہم ایسے ارباب علم و ادب اس کے اعضاء و ارکان تھے، ۱۹۴۵ء میں انجمن نے مجھکو بھی انجمن کا رکن بنا لیا۔ اور میں اس کی نشستوں میں باقاعدہ شریک ہونے لگا بڑی صاف ستھری اور مہذب و شائستہ نشست ہوتی تھی اس سے ادبی فائدہ تو یہ ہوا کہ میں غزلیں اور نظم لکھنے لگا۔ لیکن سب سے بڑا سماجی فائدہ یہ یہ ہوا کہ مجھکو ایک ایسا وسیع خاندان مل گیا جس کے افراد ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھتے اور دل سے اس کے دکھ درد کے شریک ہوتے اس میں شبہ نہیں کلکتہ ایسے غدار شہر میں یہ بات بڑی حوصلہ افزا اور اطمینان بخش تھی۔

انجمن کے ضابطہ کے مطابق اگر کوئی رکن چند متعینہ جلسوں میں مسلسل غیر حاضر رہے تو اس کا نام رکنیت سے خود بخود خارج ہو جاتا ہے، اس بنا پر کلکتہ سے چلے آنے کے بعد میں بزم کا ممبر تو رہ ہی نہیں سکتا تھا لیکن ارکان بزم کے ساتھ جو دلی تعلق اور محبت کا رابطہ پیدا ہو گیا تھا وہ پختہ تر ہو گیا۔ چنانچہ سید امیر رضا صاحب کاظمی جو آج کل انجمن کے صدر ہیں ان کو جب میرے کلکتہ آنے کا علم ہوا تو ازراہ محبت مجھے لکھا ۲۰ ستمبر کو آپ کا ایران سوسائٹی میں لکچر ہے اس کے بعد ۲۳ کو اتوار ہے اس دن ہم نے شام کے وقت آپ کے ساتھ کچھ دیر مل بیٹھنے کی غرض سے بزم احباب کی ایک میٹنگ بلائی ہے آپ اس کو نوٹ کر لیں اور اس دن عصر سے لے کر عشاء تک کے درمیان کوئی مصروفیت قبول نہ کریں۔ مجھے اس میں کیا عذر ہو سکتا تھا بات پکی ہو گئی۔

بزم احباب کا جلسہ | اس قرارداد کے مطابق بزم احباب کا جلسہ زکریا اسٹریٹ کی بلڈنگ میں ایک صاحب کی طرف سے (سخت افسوس ہے ان کا نام یاد نہیں رہا) منعقد ہوا اس بلڈنگ کے مالک ہیں اور صاف ستھرا ادبی و شعری ذوق بھی رکھتے ہیں۔ مجمع اتنا بڑا کہ میں نے بزم احباب کے کسی جلسہ میں نہیں دیکھا تھا۔ خواجہ محمد یوسف ایم۔ اے مجید تو میرے ناطقہ بنے ہوئے تھے۔ جہاں کہیں میں گیا خواہ تقریر کرنے یا دعوت کھانے، یہ دونوں ضرور ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ نئے پرانے دوستوں کی بھی ایک بڑی تعداد شریک تھی سب ایک دوسرے سے اس جوش محبت سے مل رہے تھے کہ گویا عید کا دن تھا۔ حسب معمول معزز میزبان کی طرف سے نہایت پرتکلف اور بڑی فیاضی سے عصرانہ ہوا۔ مغرب تک اس کا دور چلتا رہا۔ اس سے فراغت کے بعد جماعت سے نماز پڑھی۔ علقمہ شبلی جو میرے زمانے میں طالب علم تھے انہوں نے بی کام کے بعد فارسی میں ایم اے کیا اور آج کل کلکتہ مدرسہ کے ہائی سکول میں استاد ہیں۔ اصلاً بہاری ہیں ۱۹۳۲ء سے کلکتہ میں آ بسے ہیں۔ نہایت ذہین و طباع اور طبیعت کے سیدھے و متین ہیں۔ اردو زبان کے مشہور و مقبول شاعر و ادیب ہیں۔ "بے چہرہ لمحے" ان کی غزلوں اور نظموں کا بڑا حسین و دلآویز مجموعہ ہے۔ اترپردیش اور بہار دونوں ریاستوں کی اردو اکاڈمیوں نے اس پر ایک ایک ہزار روپیہ کا انعام دیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ نثر و نظم میں اور بھی متعدد مفید اور عمدہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ کلکتہ کی علمی و ادبی سرگرمیوں میں بڑے خلوص اور جوش سے حصہ لیتے ہیں ان کا ایک شعر مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ آپ بھی سنئے اور لطف لیجئے ۔

زندگی سے سری اس طرح ملاقات ہوئی

لب ہلے، آنکھ ملی، اور نہ کوئی بات ہوئی

اس ایک شعر سے ہی ارباب نظر شاعر کے تیکھے پن اور اس کے تیور کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ کلیم عاجز اور علقمہ شبلی میں آہنگ و افتاد طبع کے اعتبار سے بڑی مماثلت ہے۔ ہاں! تو بزم احباب کے آج کل معتمد (سکریٹری) علقمہ شبلی ہی ہیں۔ نماز مغرب کے بعد انجمن کی کارروائی

وع ہوئی تو پہلے معتمد نے گذشتہ جلسہ کی کاروائی پڑھکر سنائی، اور صدر انجمن نے اس کی بق کر کے دستخط ثبت کر دیئے۔ اس کے بعد شعر و شاعری کا دور چلا، جب یہ ختم ہو گیا۔ تو صدر سید امیر رضا کاظمی صاحب نے مجھ سے فرمایا: آپ نے کلکتہ سے جانے کے بعد ملکوں ملکوں باہر کا سفر کیا ہے اور بہت کچھ دیکھا ہے۔ اس وقت بزم احباب کی خواہش یہ ہے کہ آپ نے قیام کناڈا کے مشاہدات و تاثرات بیان کریں تو ہم بہت شکرگذار ہوں گے۔ و اپنی عادت مطابق اس اچانک فرمائش پر میں ایک لمحہ کے لئے سٹ پٹا تو گیا لیکن فوراً ہی اپنے آپ سنبھالا ایک دو منٹ کے لئے سر جھکا کے خیالات مجتمع کئے اور بولنا شروع کر دیا۔ چالیس س منٹ بولا ہوں گا، اسے تقریر کیوں کہیئے! یاران سرپل کے مجمع میں ایک بے تکلف اور دا با گفتگو سمجھیئے۔ سب حضرات بڑی دلچسپی اور متوجہ سے سنتے رہے جب میں خاموش ہوا تو سے تحسین و آفرین کی صدائیں اٹھیں۔ پروفیسر مجیب الرحمٰن اور بعض دوستوں نے خوش کہا: آپ نے کناڈا کی زندگی کی تصویر کشی اس خوبی سے کی ہے کہ وہاں کی ہر چیز آنکھوں میں پھرتی دکھائی دینے لگی۔